خواتین کے سیلان رحم ورطوبت کے احکام

سیلان الرحم کا حکم:

سوال: اگر کسی عورت کو براہِ فرج سفیدی آتی رہتی ہے، اکثر و بیشتر چلتے پھرتے جب چاہے نکل آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟ وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟ جبکہ نماز کا وقت باقی نہ رہتا ہو اور بار بار یہ صورت ہوتی ہو تو ادائیگی نماز کس طرح ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

یہ سفیدی ناپاک ہے اس سے وضو بھی دوبارہ کرنا ہوگا اور کپڑا بھی نجس ہو جائے گا، اس لئے کپڑا اندر رکھ لیا جائے، ہاں! اگر اس کی اتنی کثرت ہو کہ ایک نماز کا پورا وقت اس طرح گذر جائے کہ اس کو وضو کر کے نماز پڑھنے کا موقع ہی نہ ملے، مسلسل سفیدی آتی رہے، مثلاً مغرب کا پورا وقت ڈیڑھ گھنٹہ ہے اتنے وقت میں اس کو چند منٹ بھی سفیدی سے فراغت نہیں ملی کہ وہ وضو کر کے تین رکعت پڑھ سکے تو وہ ایسی حالت میں شرعاً معذور ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وضو کر لے، اسی وضو سے وقت کے اندر فرض، سنت، نفل سب کچھ پڑھ لے، سفیدی آنے سے نہ تجدیدِ وضو کی ضرورت ہوگی نہ کپڑے پر ناپاکی کا حکم لگے گا۔ پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے تو دوبارہ وضو کر لے، پھر جب کسی ایک نماز کا پورا وقت بغیر سفیدی کے گذر جائے گا تو معذوری کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۲۴)

مریضۂ سیلان کے متعلق چند مسائل:

سوال: مجھے لیکوریا (سیلان الرحم) کی بیماری ہے جس کی وجہ سے بار بار وضوٹوٹ جاتا ہے تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ب: اگر میں بیٹھ کر نماز ادا کروں تو پانی کم خارج ہوتا ہے یا بعض وقت ہوتا ہی نہیں کیا میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہوں؟

---

(۱) ”وتتوضأ المستحاضة ومن به سلسل بول أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو رعاف دائم أو جرح لا يرقأ لوقت كل فرض، ويصلون به فرضاً ونفلاً، ويبطل بخروجه فقط، وهذا إذا لم يمض عليهم وقت فرض إلا وذلك الحدث يوجد فيه الخ“. (البحر الرائق: ۱/۳۷۴، باب الحيض، رشيديه. وكذا في الدر المختار: ۱/۳۰۵، مطلب في أحكام المعذور، سعيد)

ج: اگر میں کوئی دہشت کی آواز سنوں تو زیادہ اخراج ہوتا ہے۔ایسے ہی اگر کوئی ڈراؤنا خواب دیکھوں تو خواب میں رطوبت خارج ہوتی ہے۔کہتے ہیں کہ اگر خواب میں اخراج ہوجائے خواہ کسی نفسانی خواہش کے تحت نہ بھی ہوتو غسل واجب ہوجاتا ہے۔کیا یہ صحیح ہے؟

د: نیز میں نے پڑھا ہے کہ ایسا ویسا خواب نہ بھی دیکھا ہو اگر سوکر اٹھیں تو رطوبت موجود ہونے پر غسل کرلیا جائے۔مبادا وہ منی ہو۔عورتوں میں کچھ پانی موجود ہوتا ہے۔خاص کر میرے اندر بیماری کی شکایت ہے کیا میں ہرروز غسل کروں؟

۲: بعض صورتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اجازت دی ہے کہ بیمار یا معذور نماز کے آخری وقت میں وضو کر کے اس وقت کی اور اگلے وقت کی نماز دونوں ایک ہی وضو سے پڑھ سکتا ہے۔ایسی رعایت کن مریضوں کے لئے ہے۔نیز معذور کے لئے حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے جب تک اس نماز کا وقت رہے گا، وضو نہیں ٹوٹے گا۔

۳: کسی کی صبح کی نماز قضا ہوگئی اب اس قضا کو پڑھے بغیر ظہر کی نماز ادا کرتا ہے تو یہ نماز ہوئی یا نہ۔بعض کہتے ہیں کہ اگر صبح کی نماز دوسرے دن کی صبح کے ساتھ پڑھ لیجائے تو ٹھیک ہے۔بعض کہتے ہیں کہ اگر بغیر کسی عذر کے چاروں نمازیں پڑھ لے اور پھر دوسرے دن صبح کے وقت قضا پڑھی تو ان چاروں نمازوں کو لوٹانا چاہئے کیا یہ درست ہے اور یہ بھی کہتے ہیں اگر چھ نمازیں بغیر قضا شدہ کے پڑھے تو صرف قضا پڑھے باقیوں کو نہ لوٹائے کیا یہ بھی درست ہے؟ ایک خاتون از سیالکوٹ۔

الجواب

ا: اس رطوبت کے نکلنے سے احتیاطاً وضو کرلینا چاہئے۔

ب: اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رطوبت خارج نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ **كذا في الشامية: وكذا لو سال عند القيام يصلي قاعداً. (قبيل باب الأنجاس: ج۱ص۲۲۵)**

ج: جب یہ یقین ہو کہ یہ رطوبت وہی ہے جو جاگتے میں بھی بوجہ بیماری خارج ہوتی رہتی ہے تو ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا۔جس مسئلہ کا سوال میں ذکر ہے وہ غیر مریض کے بارے میں ہے۔

۲: معذور ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ نماز کے پورے وقت میں اسے اتنا وقت نہ مل سکے کہ باوضو ہو کر نماز فرض ادا کرلے۔ایسا شخص معذور بنے گا۔یہ نماز کے وقت میں وضو کر کے نماز فرض وغیرہ پڑھ سکتا ہے، اسی عذر (مثلاً سیلانِ رطوبت) سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اس نماز کا وقت ختم ہوتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا۔آئندہ نماز کے لئے دوسرا وضو کرنا ہوگا۔مگر جو شخص بیٹھ کر خالی از عذر ہونے کی حالت میں نماز پڑھتا ہے وہ معذور نہیں۔

كما في الشامية، والدر المختار: ج ۱ ص ۲۸۳، وخرج برده عن أن يكون صاحب عذر.

۳: قضا شدہ نماز یاد آنے پر فوراً (سوائے اوقات مکروہہ کے) پڑھ لینا ضروری ہے یاد ہوتے ہوئے اگر وقتیہ کو ادا کیا جائے تو نماز وقتیہ کی ادائیگی صحیح نہ ہوگی اس کا اعادہ واجب ہے۔ یہ صاحب ترتیب کے لئے ہے۔ اگر قضا یاد نہ ہونے کی صورت میں وقتیہ پڑھ لی تو وقتیہ کی ادائیگی صحیح ہوگئی۔ قضا کی ادائیگی کو مؤخر نہ کرے۔ چھ نمازوں کی قضا کا مسئلہ کسی محرم رشتہ دار کے ذریعہ محقق عالم سے زبانی دریافت کرلیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس، ملتان، ۸/۱/۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/ ۵۸۔ ۵۹)

مرض سیلان میں حفاظت وضو کی مفید تدبیر:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مندرجہ ذیل سوالات میں! کسی عورت کو پانی خارج ہوتا ہے لیکن اس کو یہ بالکل پتہ نہیں چلتا کہ پانی کس وقت اور کب آتا ہے جب تک کہ وہ اسے دیکھتی نہیں کبھی تو کم بہتا ہے اور کبھی زیادہ، نماز شروع کرنے سے پہلے اس نے دیکھا تو کچھ بھی ناپاکی نظر نہ آئی، لیکن نماز کے دس منٹ بعد دیکھا تو پانی نکلا ہوا تھا، جو کہ کھال کے اندر تھا اور اس سے شلوار گیلی نہیں ہوئی تھی، نماز تقریباً پون گھنٹہ تک جاری رہی پچیس منٹ بعد دیکھا تو پانی نکلا ہوا تھا، آیا اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟ جبکہ اسے یہ ہرگز خبر نہیں کہ یہ پانی دوران نماز خارج ہوا تھا یا کہ بعد از فراغت نماز، اگر اس سے نماز ٹوٹی ہے تو کیا ساری نماز جو اس وقت پڑھی گئی تھی لوٹائے یا صرف فرض نماز؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جب تک نماز کے اندر وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو نماز ہو جائے گی۔ ایسی مریضہ شرمگاہ کے اندر اسفنج رکھ لیا کرے، یہ پانی کو جذب کرتا رہے گا جب تک اسفنج کے اس حصہ پر رطوبت نہیں آئے گی جو شرمگاہ کے گول سوراخ سے باہر ہے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۰/ شوال ۹۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۷۹۔ ۸۰)

جس عورت کو سیلان الرحم ہو اس کے وضو کی صورت:

سوال: اگر کسی عورت کو لیکوریا کی بیماری ہو، تھوڑے تھوڑے وقفہ سے سفید لیس دار پانی نکلتا رہتا ہو تو کیا اس صورت میں اس کا وضو باقی رہے گا اور کیا وہ اس سے نماز یا قرآن شریف کی تلاوت کرسکتی ہے اور یہ کہ نماز میں مادہ نکل آئے تو کیا اس کو دوبارہ لوٹانا پڑے گا؟

(۱) قال ابن النجيم: وفي البدائع: ولو احتشت في الفرج الداخل ونفذت البلة إلى الجانب الأخر فإن كانت القطنة عاليةً أم محاذيةً لحرف الفرج كان حدثاً لوجود الخروج، وإن كانت القطنة متسفلةً عنه لاينقض لعدم الخروج، الخ. (البحر الرائق: ۱/ ۶۰، نواقض الوضوء، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

ایسی عورت ایک دفعہ اندازہ کر لے کہ اگر ایک نماز کا پورا وقت اس کو اس مادہ کے جاری ہونے کی حالت میں گزر جائے اور نماز ادا کرنے کی فراغت نہ ملے تو وہ شرعاً معذور ہے اس کا حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد وضو کرے، پھر اس وضو سے فرض، سنت، نفل سب کچھ وقت کے اندر پڑھ سکتی ہے، اس مادہ کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، جب وقت ختم ہو کر دوسرا وقت شروع ہو جائے تو دوبارہ وضو کرے۔(۱) فقط

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۵۔۲۲۳،۲۲۴)

لیکوریا، کے پانی کا حکم اور اس سے متعلق متعدد مسائل:

سوال: عورتوں کو لیکوریا کی بیماری ہوتی ہے جس کی وجہ سے رحم سے سفید پانی رستا رہتا ہے۔

(۱) کیا یہ سفید پانی نجاست خفیفہ ہے یا کہ نجاست غلیظہ؟

(۲) اگر کسی عورت کو یہ بیماری ہو اور وہ نماز بھی پڑھتی ہو، چونکہ پانی رسنے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہوتا تو کیا اس پانی کی وجہ سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں؟

(۳) باوضو ہونے کی صورت میں یہ پانی نکلے تو کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(۴) اگر نماز کی ادائیگی کے دوران پانی نکل آئے تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟

(۵) اگر نماز نہیں ہوتی تو اس سلسلے میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے کہ نماز ضائع نہ ہو؟

(۶) شرعاً کیا اس قسم کے مریض کو معذور سمجھا جائے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

لیکوریا کی بیماری میں جو پانی خارج ہوتا ہے وہ چونکہ رحم سے خارج ہوتا ہے اس لئے وہ مذی کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔

ولیس هو فی حکم رطوبة الفرج الداخل، کمافی إمدادالفتاویٰ:۱/۶۵،۷۴.

(وفی الدر المختار:۱/۳۱۳: أی برطوبة الفرج،فیکون مفرعاً علیٰ قولهما بنجاستها.

(۱) ”تتوضأ المستحاضة ومن به عذر کسلسل البول أواستطلاق بطن أوانفلات ریح أورعاف وجرح لایرقأ لوقت کل فرض،ویصلون به ماشاؤا من الفرائض والنوافل.ویبطل وضوء المعذورین بخروج الوقت الخ“.(مراقی الفلاح،ص:۱۴۸، باب الحیض والنفاس والاستحاضة،قدیمی)

(صاحب عذرمن به سلس) بول......(أواستطلاق بطن أوانفلات ریح أواستحاضة) ....(إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة)...... (ولوحکماً) الخ“. (الدرالمختارمتن رد المحتار:۱/۳۰۵، مطلب فی أحکام المعذور، سعید/و کذا فی الفقه الإسلامی وأدلته:۱/۴۴۲، المطلب الثامن، وضوء المعذور،رشیدیہ)

وقال ابن عابدینؒ تحته: ...ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعاً ككل خارج من الباطن كا لماء الخارج مع الولد أوقبيله.

(۲) اس سے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں۔

(۳) اس کے نکلنے سے وضوبھی ٹوٹ جاتا ہے۔(۲و۳ کا حوالہ سابقہ ہی ہیں۔)

(۴) نمازنہیں ہوگی الاّ یہ کہ معذوری کی وہ صورت ہوجائے جونمبر۵و٦ کے جواب میں آرہی ہے۔

(۵و٦) اگر یہ پانی ہروقت بہتا رہتا ہے اوراتنا وقفہ بھی نہیں ملتا کہ اس میں چار رکعت نماز ادا کی جاسکے تو پھر یہ عورت ''معذور'' کے حکم میں ہے، ایسی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ ہرنماز کا وقت داخل ہونے پر وضو کرلے اوراس سے جتنی چاہے نمازیں نوافل وغیرہ پڑھتی رہے جب تک اس نماز کا وقت رہے گا، اس کا وضوسیلان کا پانی نکلنے سے نہیں ٹوٹے گا، پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے تو اس کے لئے نیا وضوکرے۔(۱) **واللّٰہ سبحانہ أعلم**

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ،۱۴/۲/۱۳۹۷ھ (فتویٰ نمبر۲۳۳/۲۷ھ) (فتاویٰ عثمانی:۳٦۵/۱و۳٦٦)

شرمگاہ کی رطوبت کا حکم:

سوال: بہت سی عورتوں کوسیلان کی شکایت رہتی ہے اور جو رطوبت جسم سے نکلتی ہے، کپڑے میں لگ جاتی ہے، کیا نماز پڑھتے وقت ان کو دھونا ضروری ہے؟

الجواب

عورت کی شرمگاہ کے بالائی حصے جس کوفقہ کی اصطلاح میں ''فرج خارج'' کہتے ہیں، اس سے نکلنے والی رطوبت بالاتفاق حنفیہ کے یہاں پاک ہے، شرمگاہ کے اندرونی حصہ (فرج داخل) سے نکلنے والی رطوبت کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ پاک ہے یا ناپاک؟ لیکن راجح قول پاک ہونے کا ہے:

''سیجیء أن رطوبة الفرج طاهرة عنده(در)قوله:(الفرج) أى الداخل،أما الخارج فرطوبته طاهرة باتفاق...يدل على الاتفاق كونه له حكم خارج البدن،فرطوبته كرطوبة الفم والأنف والعرق الخارج من البدن''.(۲)

---

(۱) وفى الدرالمختار : ۳۰۵/۱:(وصاحب عذرمن به سلس) بول لايمكنه إمساكه (أواستطلاق بطن أوانفلات ريح أواستحاضة) ......(إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لا يجد فى جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلى فيه خالياً عن الحدث ......(وحكمه الوضوء).....(لكل فرض).....(ثم يصلى) به (فيه فرضاً أونفلاً)......،(فإذا خرج الوقت بطل)

(۲) رد المحتار :۳۰۵/۱-۳۰٦، أبحاث الغسل،مطلب فى رطوبة الفرج، كتاب الطهارة.

لہذا کپڑے میں لگ جانے والی رطوبت راجح قول کے مطابق پاک ہے اور اس کو دھونا ضروری نہیں، فقہا کے اختلاف سے بچتے ہوئے احتیاطاً دھولیں تو اور بہتر ہے۔(۱) (کتاب الفتاویٰ:۲/۷۴)

شرمگاہ سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں:

سوال: بوقت ہمبستری جو رطوبت عورت کے جسم مخصوص سے نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں، اگر نجس ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ۔ نیز جس کپڑے کو وہ رطوبت لگ جاوے بدونِ دھوئے اُس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب

رطوبت جو جسم مخصوص عورت سے بوقت ہمبستری نکلے وہ نجس غلیظہ ہے۔ جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۴۳)

حکم رطوبت فرج:

(۳) سوال: اکثر عورتوں کو سفید رطوبت ہمیشہ جاری رہتی ہے، کیا وہ پاک ہے یا ناپاک اور نماز بحالت اخراج جائز ہے یا نہ، بحالت اخراج وضو ساقط تو نہیں ہو جاتی ؟

(۱) لیکن سوال میں جس رطوبت کا ذکر ہے وہ رطوبت وہ ہے جو رحم سے خارج ہوئی ہے جس کو سیلان یا لکوریا کہا جاتا ہے، یہ رطوبت بالاتفاق ناپاک ہے: ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعا ككل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد أو قبيله. (رد المحتار:۱/۵۱۵، مکتبہ زکریا دیوبند، انیس)

(۲) وفی المجتبیٰ: أولج فنزع فأنزل لم يطهر إلا بغسله لتلوّثه بالنجس انتهٰی أی برطوبة الفرج، فيكون مفرعاً علیٰ قولهما بنجاستها (درمختار) قوله برطوبة الفرج أی الداخل بدليل قوله أولج. وأما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً اه ح. وفی منهاج الإمام النووی: رطوبة الفرج ليست بنجسة فی الأصح، قال ابن حجر فی شرحه: وهی ماء أبيض متردد بين المذی والعرق يخرج من باطن الفرج الذی لا يجب غسله، بخلاف ما يخرج مما يجب غسله فإنه طاهر قطعاً، ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعاً ككل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد أو قبيله (رد المحتار، باب الأنجاس:۱/۲۸۸۔ ظفیر)

(۳) رطوبت فرج کے متعلق مختلف جوابات آرہے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

خلاصہ: اولاً سوال نمبر ۱۰۶ و ۱۰۷ کے جوابات میں رطوبت فرج کی تین قسمیں کی گئی ہیں۔

اول: فرج خارج کی رطوبت جو پاک ہے اس لئے کہ وہ درحقیقت پسینہ ہے۔

دوم: فرج داخل کی رطوبت جس کو امام ابوحنیفہؒ پاک کہتے ہیں اور صاحبینؒ ناپاک کہتے ہیں کیونکہ اس رطوبت کے بارے میں تردد ہے کہ وہ پسینہ ہے یا مذی اس لئے اس کی نجاست میں اختلاف ہوا ہے اور احتیاط اس کے نجس کہنے میں ہے۔ سوم: ۔رحم کی رطوبت جو بالاتفاق ناپاک ہے۔

پھر سوال ۱۰۸ کے جواب میں بغیر مذکور تفصیل کئے فرج کی رطوبت کو ضرورت وحرج کی وجہ سے پاک کہا گیا ہے پھر ترجیح خامس ۳ میں سوال ۱۰۸ کے جواب کا صحیح ہونا محقق کیا گیا ہے۔

==

الجواب

یہاں تین موقع ہیں اور ہر جگہ رطوبت کا حکم جدا ہے ایک موقع فرج خارج کا ہے اس کی رطوبت درحقیقت پسینہ ہے اور وہ طاہر ہے اور ایک موقع فرج داخل کا باطن یعنی اس سے آگے ہے یعنی رحم اس کی رطوبت مذی یا مثل مذی ہے اور وہ نجس ہے اور ایک موقع خود فرج داخل اس کی رطوبت میں تردد ہے کہ وہ پسینہ ہے یا مذی اس لئے اس کی نجاست میں اختلاف ہے اور احتیاط اس کے نجس کہنے میں ہے:

وإن كان الأقوىٰ دليلاً هو الطهارة لأن هذا المحل ليس بمعدن للنجاسة ولا الرطوبة هذه من

== اس کے بعد ترجیح خامس ص ۸۸ میں پہلے مولوی محمد امین صاحب کا عربی میں جواب ہے، جس میں رطوبت فرج کو ناقض وضو ثابت کیا گیا ہے اگرچہ وہ رطوبت پاک ہو، کیونکہ سبیلین سے نکلنے والی ہر چیز ناقض وضو ہے خواہ نکلنے والی ہر چیز پاک ہو یا ناپاک، اس کے بعد مولوی صاحب نے محققانہ بحث فرما کر اس کا رد کیا ہے کہ سبیلین سے نکلنے والی ہر چیز ناقض وضو نہیں ہے بلکہ ناپاک شئی کا نکلنا ہی ناقض ہے خواہ وہ خارج نجس لعینہٖ ہو جیسے بول وبراز یا نجس لغیرہٖ ہو جیسے ریح کہ وہ فی نفسہٖ طاہر ہے لیکن محل نجاست سے اٹھنے کی وجہ سے ناپاک ہوگئی ہے لیکن اگر سبیلین سے نکلنے والی چیز پاک ہو تو وہ ناقض وضو نہیں ہے اور جب امام ابوحنیفہؒ رطوبت فرج کو پاک کہتے ہیں تو اس کا خروج ناقض وضو نہ ہوگا اس بحث سے مقصد سوال نمبر ۱۰۸ کے جواب کی تائید وتصحیح مقصود ہے۔

پھر ترجیح خامس ص ۱۳۶ میں سوال ۱۰۸ کے جواب سے رجوع فرما لیا گیا ہے اور سوال نمبر ۱۰۶ و ۱۰۷ کے جوابات میں مسئلہ کی جو تفصیل ہے اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔

بحث: یہ جوابات کا خلاصہ تھا اب اصل مسئلہ کے متعلق عرض ہے کہ تمام سوالات اس سفیدی کے بارے میں ہیں جو بعض عورتوں کو اکثر اوقات بہتی رہتی ہے اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے پہلے اس کی حقیت جان لینا چاہئے۔

فرج کا ایک حصہ تو خارج کا ہے یعنی وہ حصہ جس کا دھونا غسل میں فرض ہے اس پر اگر تری محسوس ہو تو وہ درحقیقت پسینہ ہے جس طرح جسم کے اور حصوں میں پسینہ نکل کر محل تر ہو جاتا ہے یہاں بھی یہ صورت پیش آتی ہے لہذا جس طرح جسم کے تمام حصوں کا پسینہ پاک ہے یہاں کا پسینہ بھی پاک ہے اس لئے نہ اس سے وضو ٹوٹتا ہے نہ اس کا دھونا ضروری ہے۔

دوسرا حصہ داخل (اندرونی حصہ) کا ہے اسکی رطوبت میں کئی احتمال ہیں: (الف) یا تو یہ طبعی رطوبت ہے یعنی وہ رطوبت ہے جو عضو کو نرم رکھنے کے لئے اس مقام میں پیدا ہو کر ہمیشہ وہاں رہتی ہے (جس کو سوال نمبر ۱۰۶ و ۱۰۷ کے جوابات کی عربی عبارتوں میں ابن حجر مکیؒ نے عرق (پسینہ سے تعبیر کیا ہے) اس رطوبت کو امام ابوحنیفہؒ پاک فرماتے ہیں اور صاحبینؒ ناپاک قرار دیتے ہیں لیکن واضح رہے کہ یہ رطوبت اندر ہی رہتی ہے خود سے باہر نہیں آتی، ائمہ کا اختلاف اس کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل میں ہوا ہے۔

۱۔ انسان یا حیوان کا بچہ یا انڈا نکلتے ہی کپڑے پر یا پانی میں گر جائے۔ **نقل في التاتارخانية: إن رطوبة الولد عند الولادة طاهرة، وكذا السخلة إذا خرجت من أمها، وكذا البيضة فلا يتنجس بها الثوب ولا الماء إذا وقعت فيه، لكن يكره التوضؤ به للاختلاف، ...... هو المختار، وعندهما يتنجس وهو الاحتياط آه.** (شامی: ۱/ ۲۵۷، مکتبہ زکریا دیوبند، **قبيل كتاب الصلوة**)

۲۔ دوسرا مسئلہ وہ ہے جو درمختار (۱/ ۲۲۸، مکتبہ زکریا دیوبند، میں مذکور ہے۔ ”**وفي المجتبىٰ: أولج فنزع فأنزل لم يطهر إلا بغسله لتلوثه بالنجس، انتهىٰ، أي برطوبة الفرج**“. (**الدر المختار، باب الأنجاس، انيس**) ==

الرحم دائماً وإنما هي أبخرة محتبسة صارت ماءً بالاحتقان فهي كا لعرق ومن ثم أبيح الوطی فی هذا المحل وإلا لم يجز لكونه موضع الأذی كحالة الحيض.

پس رطوبت مذکورۂ سوال قسم دوم ہے اس لئے نجس ہے، البتہ اگر محقق ہو جاوے کہ قسم اول ہے تو طاہر ہے یا قسم سوم ہو تو احتیاطاً نجس ہے اور جو نجس ہے ناقض وضو ہے البتہ اگر ہر وقت جاری رہے اس کا حکم معذور کا سا ہے۔

==۳۔ تیسرا مسئلہ وہ ہے جو درمختار (۱۲۳/۱) میں مذکور ہے۔ "(و) لا عند (وطء...... صغيرة غير مشتهاة)...... وإن غابت الحشفة ولا ينقض الوضوء، فلا يلزم إلاغسل الذكر" الخ. (الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار، قبيل مطلب في رطوبة الفرج، انیس)

ان تمام صورتوں میں بچے یا انڈے وغیرہ پر لگ کر رطوبت فرج باہر آئے گی خود سے نہیں آئے گی، اس لئے زیر بحث اس کا کوئی تعلق نہیں ہے یہاں اس رطوبت کی بحث ہے جو بہتی رہتی ہے۔

(ب) دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ مذی ہو جو غدۂ قدامیہ میں پیدا ہوتی ہے اور بوقت شہوة یا بوقت تخیلات شہوانیہ نکلتی ہے۔ والمذی: هو رطوبة تسيل عند ابتداء الشهوة لتلين مجری المنی ....ومجراها فوق مجری المنی آه (شرح الأسباب: ۱۲۵/۲) ترجمہ: مذی وہ رطوبت ہے جو شہوت کے شروع میں بہتی ہے جس سے منی کے راستے نرم ہوتے ہیں۔ مذی کا راستہ منی کے راستے کے اوپر ہے (ترجمہ کبیر: ۲۵۱/۳)

(ج) تیسرا احتمال یہ ہے کہ وہ ودی ہو، جو ایک سیال رقیق رطوبت ہے جو غدۂ ودی میں پیدا ہوتی ہے اور پیشاب سے پہلے یا اس کے ساتھ خارج ہوتی ہے تاکہ پیشاب بہ سہولت خارج ہو جائے اور اس کی تیزی پیشاب کی نالی میں محسوس نہ ہو اور گاہے پیشاب کے بعد بھی نکلتی ہے۔

والودی وهو رطوبة غدوية لزجة تسيل مجری البول عند إرادته لتغرية المجری وتولدها من غدة موضوعة بقرب عنق المثانة ....وهي إذا كثرت غلظت وسالت بعد البول أيضاً آه (شرح الأسباب حوالۂ بالا)

اگرچہ عورت کے پیشاب کا سوراخ مہبل (مقام جماع) سے تقریباً ایک انچ اوپر ہوتا ہے لیکن وہ ہوتا فرج داخل ہی میں ہے۔

(د) چوتھا احتمال یہ ہے کہ یہ منی ہو جس طرح مردوں کو جریان کی شکایت ہو جاتی ہے یعنی عوارض کی وجہ سے منی کا کچا مادہ نکلنے لگتا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے۔ وربما عرض لهن سيلان المنی كما يعرض للرجال. (شرح الأسباب: ۱۵۸/۲)

(ہ) پانچواں احتمال یہ ہے کہ وہ مذکورہ رطوبات کے علاوہ رحم سے نکلنے والے فضلات ہوں۔ قد يعرض للنساء أن تسيل من أرحامهن دائماً رطوبات ......وتلك الرطوبات إما أن يكون تولدها في الرحم نفسه إذا ضعفت القوة الغاذية التي فيها ......وإما فضول تصل إليها من جميع البدن على جهة الاستفراغ والتنقية آه. (شرح الأسباب: ۱۵۸/۲)

ان رطوبات کو "سیلان الرحم" اور "سفیدی" اور "سفیدی کا مرض" بھی کہتے ہیں (دیکھئے ترجمہ کبیر: ۱۰۵/۳) پچھلی چار صورتوں کی رطوبت باہر نکلتی ہے اور چونکہ مذی، ودی، منی اور تمام فضلات رحم ناپاک ہیں اس لئے یہ رطوبت بھی ناپاک ہوگی اور ناقض وضو ہوگی۔

خلاصہ بحث: یہ کہ جو رطوبت بہتی ہے وہ خواہ کوئی ہو ناقض وضو ہے اور ناپاک ہے لہذا بعض عورتوں کو اکثر اوقات جو سفیدی بہتی رہتی ہے وہ ناپاک ہے اور ناقض وضو ہے جب وہ بہہ کر فرج خارج تک نکل آئے وضو ٹوٹ جائیگا اور فرج داخل کی جس رطوبت میں امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہوا ہے وہ خود سے باہر آتی ہی نہیں لیکن اگر یہ رطوبت (سفیدی) ہر وقت بہتی رہتی ہو تو وہ عورت معذور ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

(نوٹ) ترجیح خامس ص ۳ کی تنبیہ کی وجہ سے اس مسئلہ کے متعلق جناب مولانا حکیم محمد سعد رشید صاحب گنگوہی معروف بہ حکیم اجمیری (فاضل دیوبند ومجاز حضرت اقدس مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم) مقیم حال سورت اور جناب مولانا حکیم ابو الشفا حبیب الرحمٰن صاحب بلیاوی۔ (استاذ حدیث وفقہ دار العلوم اشرفیہ راندیر سے مراجعت اور طویل غور خوض کے بعد یہ حاشیہ لکھا گیا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالنپوری

فی الدر المختار: أی برطوبة الفرج، فیکون مفرعاً علٰی قولهما بنجاستها، أما عنده فهی طاهرة کسائر رطوبات البدن(جوهرة) فی رد المحتار: (قوله برطوبة الفرج)أی الداخل......وأما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً آه ح.وفی منهاج الإمام النووی: رطوبة الفرج لیست بنجسة فی الأصح،قال ابن حجرؒ فی شرحه: وهی ماء أبیض متردد بین المذی والعرق یخرج من باطن الفرج الذی لایجب غسله، بخلاف ما یخرج مما یجب غسله فإنه طاهر قطعاً، ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعاً ککل خارج من الباطن کا لماء الخارج مع الولد أوقبیله آه. (شامی:۱/۵۱۵مکتبہ زکریا دیوبند)

وما قالوا من طهارة رطوبة الولد الخارج من الرحم فالمراد ما علٰی بدنه وهو کالدم الذی علی اللحم مع أن دم السائل نجس فکذالک رطوبة الرحم نجسة ورطوبة الولد طاهرة، فافهم ۱۲رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ۔تتمہ اولیٰ:۳۰۔(امدادالفتاویٰ:۱/۱۰۷۔۱۱۰)

عورت کی سفیدی کا حکم:

سوال: بعض عورتوں کو جو سفیدی اکثر وقت آتی رہتی ہے یہ پاک ہے یا ناپاک اور اس سے وضوٹوٹتا ہے یا نہیں؟

الجواب

فی الدر المختار: رطوبة الفرج طاهرة خلافاً لهما، فی رد المحتار: تحت قوله رطوبة الفرج طاهرة،مانصه: ولذا نقل فی التاترخانیة: أن رطوبة الولد عند الولادة طاهرة، وکذا السخلة إذا خرجت من أمها، وکذا البیضةُ فلا یتنجس بها الثوب ولا الماء إذا وقعت فیه، لکن یکره التوضؤ به للاختلاف، وکذا الأنفحة هو المختار،إلخ. (ج۱ص۳۶۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن امام صاحب کا مذہب ہونے کے سبب بھی اور اس زمانہ میں ضرورت ہونے کے سبب بھی ترجیح اسی کو ہے کہ وہ پاک ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔۱۶رشوال ۳۴ھ(تتمہ رابعہ ص۵۷)

(از ترجیح خامس ص ۳ درتحقیق وتفصیل رطوبت فرج)

امدادالفتاویٰ حصہ۴ کے مسئلہ مرقومہ تاریخ ۱۶رشوال ۱۳۳۴ھ میں جو کہ رسالہ الامداد بابت محرم ۳۵ھ میں شائع ہوا ایک جواب طہارت رطوبت فرج کے متعلق لکھا گیا ہے اس پر ایک دوست صاحب علم کا خط ذیل آیا،ایک (۱) دوسرا مسئلہ جس میں جمہور کی ظاہراً مخالفت لازم آتی ہے اس پر غور کرکے اشاعت اصلاح ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس پرچہ مذکورہ کے صفحہ (۳۴) میں جو سوال سفیدی خارج از فرج کا ہے اس سے مراد وہ سفیدی ہے جو مرض سیلان الرحم میں خارج ہوتی ہے جیسا کہ مردوں کو مرض جریان میں ہوتا ہے جسے اصطلاح اطبا وفقہا میں ودی کہتے ہیں یہ بالاتفاق نجس

(۱) یہاں سے وہ خط شروع ہورہا ہے۔سعید احمد پالنپوری

اور وضو شکن ہے اور درمختار کی جو عبارت آپ نے اس مسئلہ کے جواب میں نقل فرمائی ہے (ص ۳۵) اس میں وہ رطوبت مراد ہے جو فرج پر ہر وقت موجود رہتی ہے جیسے کہ انسان کے لب پر اور اسی طرح سخلہ وجلد ولد پر جو رطوبت موجود رہتی ہے وہ پاک ہے،فتغایرا.

جواب اس کا یہاں سے یہ لکھا گیا:

فی شرح الأسباب والعلامات، بحث سیلان الرحم:إنه قد یعرض للنساء أن تسیل من أرحامهن دائماً رطوبات وربما عرض لهن سیلان المنی کمایعرض للرجال وتلک الرطوبات إما یکون تولدها فی الرحم نفسه إذا ضعفت القوة الغاذیة التی فیها وإما فضول تصل إلیها من جمیع البدن علیٰ جهة الاستفراغ والتنقیة وفیه یستدل علی المنی بلونه في البیاض وقوامه فی یسیر الغلظ وعدم العفونة(إلیٰ قوله) فلذلک یکون أی المنی السائل خالیاً من العفونة بخلاف الرطوبات الفضلیة التی تصرفت فیها الحرارة الغریبة (إلیٰ قوله) وأما سیلان المنی فقد ذکر أقسامه وفیه قبل ذلک فی تعریف الودی وهورطوبة لزجة تسیل فی مجری البول عند إرادته (أی البول) (إلیٰ قوله)وهی إذاکثرت غلظت وسالت بعد البول أیضاً، وفیه: أما سیلان المنی وخروجه من غیر إرادة أی من غیرمزاولة جماع فیکون إما لکثرة المنی ولقلة الجماع وکثرة تناول مولدات المنی،وإما لحدة المنی وحراقته،وإمالاسترخاء أوعیة المنی وبرد مزاجها وضعف قوتها الماسکة،وإما لتشنج وتمدد یعرض لعضل أوعیة المنی وإما لضعف الکلیة وذریان شحمها من شدة الشهوة أوکثرة الجماع وإما لفکر فی الجماع أوسماع من حدیثه آه ملخصاً، وفی رد المحتارعلیٰ قول الدرالمختار"إن رطوبة الفرج طاهرة عنده" آه، ما نصه: أی الداخل أما الخارج فرطوبته طاهرة باتفاق (إلیٰ قوله) فرطوبته کرطوبة الفم والأنف والعرق الخارج من البدن. (ص۱۷۲،ج۱)

ان عبارات سے امور ذیل مستفاد ہوئے:

نمبر(۱): جو رطوبت اکثر اوقات رحم سے سائل ہوتی ہے جس کو اصل سائل نے پوچھا ہے چنانچہ سوال میں اکثر کا لفظ مصرح ہے وہ ودی نہیں ہے جیسا کہ ودی کی تعریف مذکور **فی العبارة الطبیة المذکورة** سے معلوم ہوئی ہے۔

نمبر(۲): وہ رطوبت منی بھی نہیں ہے کہ سیلان منی ایسے اسباب سے ہے جو گاہ گاہ عارض ہوتے ہیں چنانچہ اس کے اسباب مذکورہ **فی العبارة الطبیة المذکورة** سے معلوم ہوا اور اس رطوبۃ مسئولہ کا سیلان اکثر ہوتا ہے۔

نمبر(۳): پس جب وہ نہ ودی ہے نہ منی ہے رطوبت سائلہ پس یہ وہ ہے جس کو اس عبارت میں ذکر کیا گیا ہے، **قد یعرض للنساء أن تسیل من أرحامهن دائماً رطوبات** اور **دائماً** سے مراد وہی ہے جس کو اصل سائل نے بعنوان اکثر تعبیر کیا ہے، چنانچہ ظاہر ہے اور یہ رطوبت بھی وہ نہیں جس کو سائل ثانی نے انسان کے لب سے تشبیہ دی ہے

کیونکہ یہ تو بالاتفاق طاہر ہے، چنانچہ عبارت فقہیہ مذکورہ میں مصرح ہے تو اس کو محل اختلاف کیسے کہہ سکتے ہیں، پس یہ نہ جب ودی ہے جیسا سائل متاخر کو شبہ ہوا اور نہ منی ہے اور مذی کا نہ ہونا ظاہر ہے تو اس کے نجس ہونے کے لئے ودی و منی کا نجس ہونا تو کافی ہے نہیں، کوئی دوسری دلیل مستقل چاہئے اور نہ وہ رطوبت ہے جو رطوبت فم کے حکم میں ہے جو کہ بالاتفاق طاہر ہے، پس اسی ''**رطوبت مغائرہ للودی والمنی والمذی وشبیہ باللعاب**'' میں امام صاحب وصاحبین مختلف ہیں اور بوجہ ابتلاء کے اصل جواب میں **قول بالطہارۃ** پر فتویٰ دیا گیا جس پر سائل ثانی نے اس کے ودی ہونے کی بنا پر شبہ کیا، پس جب تقدیر بالا میں اس بنا کا منہدم ہونا ثابت ہو گیا تو شبہ کا منعدم ہونا بھی ظاہر ہو گیا۔

(تنبیہ) اصل جواب کے وقت بوجہ طب نہ جاننے کے احقر کا ذہن اس تفصیل سے خالی تھا بعد ورود سوال ثانی کے تردد ہوا تو ایک مہمان دوست کے پتہ دینے پر شرح اسباب کی طرف رجوع کیا تو یہ تحقیق بالا ذہن میں آئی چونکہ عدم مہارت طب کا نقص اب بھی مجھ میں باقی ہے۔ دوسرے علما سے جواب پر نظر کرائی جاوے جو صحیح جواب معلوم ہو اس پر عمل کیا جاوے۔ ۲۰؍ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ہجری۔

ازترجیح خامس ص۸۸ در تحقیق انتقاض وضوء برطوبت فرج بر تقدیر طہارت او۔(۱)

ایک لفافہ آیا جس میں میرے ایک جواب کی نقل اور دوسرا جواب اس کے خلاف مرقوم تھا وہ ذیل میں ہے:

سوال: بعض عورتوں کو جو سفیدی اکثر وقت آتی رہتی ہے یہ پاک ہے یا ناپاک اور اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

الجواب

فی الدر المختار: رطوبة الفرج طاهرة خلافاً لهما، فی رد المحتار: تحت قوله رطوبة الفرج طاهرة ما نصه: ولذا نقل فی التاترخانية: أن رطوبة الولد عند الولادة طاهرة، وكذا السخلة إذا خرجت من أمها، وكذا البيضة فلا يتنجس بها الثوب ولا الماء إذا وقعت فيه، لكن يكره التوضؤ به للإختلاف، وكذا الأنفحة هو المختار. الخ. ج ١ ص ٣٦١.(٢)

اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لیکن امام صاحب کا مذہب ہونے کے سبب بھی اور اس زمانہ میں ضرورت ہونے کے سبب بھی ترجیح اسی کو ہے کہ وہ پاک ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔

سوال: **ما قولكم دام فضلكم فی رطوبة الفرج الداخل هل هی طاهرة أم لا، وعلى الأول فلو خرجت من الداخل هل ينتقض بها الوضوء أم لا ؟(٣)**

---

(۱) شرمگاہ کی تری کو پاک تسلیم کرنے کی صورت میں اس سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق۔

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، قبیل کتاب الصلاۃ، انیس

(۳) خلاصۂ سوال: آپ حضرات کی فرج داخل کی رطوبت سے متعلق کیا رائے ہے، کیا وہ پاک ہے یا نہیں، اور پاک ہونے کی صورت میں کیا اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ انیس۔

(۴) خلاصۂ جواب: فرج داخل کی رطوبت پاک ہے، البتہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ انیس۔

الجواب

رطوبة الفرج الداخل طاهرة عند الإمامؒ لكن ينتقض بها الوضوء لوخرجت منه.(۴)

فی الوقاية: وناقضه أی الوضوء ماخرج من السبيلين أومن غيره إن كان نجساً.فی شرح الوقاية: ۱/۶۵،قوله:إن كان نجساً متعلق بقوله أومن غيره،فی عمدة الرعاية:لا بقوله ماخرج من السبيلين فإن الخارج من السبيلين ناقض من غيرتقييد(حاشية شرح الوقاية)

وفی البحرالرائق شرح كنزالدقائق تحت قوله:لا خروج دودة من جرح بعد كلام أن الدودة حيوان وهوطاهرفی الأصل والشیء الطاهرإذا خرج من السبيلين نقض الوضوء كالريح بخلاف غير السبيلين كالدمع والعرق.

وفی منية المصلی وشرحه الكبيری: إن كانت أی المرأة احتشت أی الكرسف فی الفرج الخارج فابتل داخل الحشوانتقض وضوء ها سواء نفذ البلل إلی خارج الحشوأولم ينفذ للتيقن بالخروج من الفرج الداخل وهوالمعتبرللانتقاض، لأن الفرج الخارج بمنزلة القلفة فكما ينتقض بما يخرج من قصبة الذكرإلی القلفة كذلک بما يخرج من الفرج الداخل إلی الفرج الخارج وإن لم يخرج من الخارج، وأما إذااحتشت فی الفرج الداخل فح ٍإن نفذ البلل إلٰی خارج أی الحشوانتقض الوضوء وإلا أی وإن لم ينفذ إلٰی خارج فلا ينتقض كما فی حشو الإحليل الخ ومن هٰهنا وضح الجواب، واللّٰه تعالیٰ أعلم بالصواب.

یہاں مولوی حبیب احمد صاحب نے میرے استفسار پراس کا یہ جواب لکھا:

جناب والا کا فتویٰ عدم انتقاض برطوبت الفرج برتقدیرطہارتِ رطوبت مذکورہ بالکل صحیح ہے اور مولوی محمد امین صاحب کا جواب صحیح نہیں ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ جس طرح خروج من غیرالسبیلین کی صورت میں انتقاض طہارت کے لئے نجاست خارج ضروری ہے، یوں ہی خروج من السبیلین کی صورت میں بھی ضروری ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ریح قبل غیر مفضاۃ کے غیر ناقض ہونے کے متعلق شرح منیہ میں لکھا ہے:

”الذی عول عليه قاضی خان وغيره أن الخلاف إنما هو فی الخارجة من قبل المفضاة، ولاخلاف فی عدم النقض فی غيرها لأنها غيرمنبعثة عن محل النجاسة،كذا فی الهداية، وهو يشيرإلٰی أن الريح نفسها ليست بنجسة وإنما ينجس لمرورها علی محل النجاسة“.

اس سے معلوم ہوا کہ خارج من السبیلین کے لئے بھی نجس ہونا ضروری ہے خواہ بنفسہ ہو کالبول والغائط لغيره هو كالريح المستتبع للنجاسة.

وعلل صاحب مراقی الفلاح عدم الانتقاض بريح القبل بقوله: لأنه اختلاج لاريح وإن كان ريحاً لانجاسة فيه وريح الدبر ناقضة لمرورها بالنجاسة، كذافي السعاية.

اورسعایہ میں ہے:

''علل في البدائع كون الدودة ناقضة بالنجاسة لتولد ها من النجاسة، وذكر الإستيجابي: أن فيه طريقتين: إحديهما ما ذكرنا وثانيتهما أن الناقض ماعليها، واختاره الزيلعي، كذا في السعاية.

یہ روایات نص ہیں اشتراط نجاست پر۔

نیز سعایہ میں ہے:

إن أتت خارجة (أي الدودة) من قبل المرأة ففيه اختلاف المشايخ، فالذين قالوا بنقض الريح الخارجة من القبل قالوا بنقضها ومن لم يقل به لم يقل به، والخارجة من الذكر ناقضة، كذا في الذخيرة والخلاصة، وفي التاتارخانية: الدودة إذا خرجت من قبل المرأة فعلى الأقاويل التي ذكرنا''آه، سعاية.

اس سے بھی ضرورت اشتراط ثابت ہے۔

اورشرح منیہ میں ہے:

وكذا الدودة والحصاة إذا خرج من أحد هذين الموضعين أي الدبرو القبل فعليه الوضوء لاستتباع الرطوبة وهي حدث في السبيلين وإن قلت بخلاف الريح.

اس سے بھی اشتراط ثابت ہے، لأنه قال لاستتباع الرطوبة، إذ لو كان الخروج مطلقاً ناقضاً لم يحتج إلى التعليل المذكور.

عنایہ میں ہے:

وإن قلت: الكلية (أي ماخرج من السبيلين ناقض) منتقضة بالريح الخارجة من الذكروالقبل فإن الوضوء لاينتقض به في أصح الروايتين، أجيب بأنه مخصوص من العموم لأن الريح لا تنبعث من الذكر وإنما هواختلاج والقبل محل الوطي وليس فيه نجاسة يتنجس الريح بالمرورعليها وهو في نفسه طاهرعند المصنف انتهى.

ان تمام تنصیصات سے ثابت ہے کہ سبیلین میں بھی غیر سبیلین کی طرح خروج نجس شرط ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو برتقدیر رطوبت فرج کے طاہر ہونے کے انتقاض وضو کوئی معنیٰ نہیں رکھتا ہے، رہی وہ روایت جو مولوی صاحب نے غنیۃ سے پیش کی ہے سو اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ مبنی ہے قول نجاست رطوبت پر، كما يدل عليه دليله المذكور بقوله لاستتباع رطوبة.

پس اس سے استدلال نہیں ہوسکتا، اور البحر الرائق کی جو عبارت ہے:

''**الشيء الطاهر إذا خرج من السبيلين نقض الوضوء كالريح**''.

اس عبارت میں طاہر سے مراد طاہر لذاتہ نجس لغیرہ ہے نہ کہ طاہر مطلقاً، چنانچہ عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے۔

نیز درمختار میں ہے:

''**(و)خروج غير نجس مثل (ريح)**''.

اور شامی نے اس کے تحت میں لکھا ہے: ''**فإنها تنقض لأنها منبعثة عن محل النجاسة لا لأن عينها نجسة، لأن الصحيح أن عينها طاهرة**''.

یہ عبارات ہمارے بیان پر دلالت واضحہ رکھتی ہیں۔

رہی شرح وقایہ کی عبارت، سو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں نجس سے ''**نجس لذاته كا لبول و الغائط**'' مراد ہے اور چونکہ اس صورت میں ریح خارج ہوتی تھی اس واسطے شارح نے کہا کہ ''**إن كان نجساً**''، ''**أو من غيره**''، سے متعلق ہے تا کہ اس میں ریح داخل ہوجاوے جو کہ طاہر لذاتہ اور نجس لغیرہ ہوتی ہے۔

دلیل اس کی یہ ہے کہ شارح نے کہا ہے:

''**والرواية النجس بفتح الجيم وهو عين النجاسة**''.

نیز شارح نے ''**لادودة خرجت من جرح**'' کی شرح میں لکھا ہے:

''**لأنها طاهرة (۱) وما عليها من النجاسة قليلة (۲) وأما الخارجة من الدبر فتنقض لأن خروج القليل منه ناقض**''.

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خروج طاہر من السبیلین ناقض نہیں ہے ورنہ ان کو چاہئے تھا کہ وہ ''**لأن خروج القليل منه ناقض**'' کے بجائے ''**لأن خروجها ناقض مطلقاً**'' کہتے، **كما لا يخفىٰ على من له ذوق سليم ومعرفة بأساليب الكلام**.

پس اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خروج طاہر بھی ناقض ہے بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔

وفي عمدة الرعاية: صحح صاحب الهداية والمنية والمحيط وغيرهم عدم نقضها (أي الريح الخارجة من القبل) قائلين إنها اختلاج لا ريح وإن كان ريحاً فلا نجاسة.

اس عبارت سے بھی اشتراط نجاست ظاہر ہے اور مولوی عبدالحی صاحبؒ نے جو عمدۃ الرعایۃ میں فرمایا ہے:

---

(۱) فلا تنقض بنفسها. سعید احمد پالنپوری

(۲) فلا تنقض بغيرها فثبت عدم النقض مطلقاً. سعید احمد پالنپوری

''قوله إن كان: أى فإن الخارج من غير السبيلين ناقض من غير تقييد''.

اس کا مطلب یہ ہے کہ ''من غير تقييد بهذا القيد أى كونه عين النجاسة'' . اور مطلق تقیید کی نفی مقصود نہیں ہے۔

دلیل اس کی یہ ہے کہ انہوں نے شارح کے قول کے متعلق ''بقوله أو من غيره'' کے تحت میں لکھا ہے:

''لا بقوله ماخرج من السبيلين وإلايلزم أن لايكون ريح الدبر ناقضةً لأنها ليست بنجسة بنفسها''.

اور وجہ دلالت یہ ہے کہ اگران کے نزدیک مصنف کا قول ''إن كان نجساً'' نجس لعينه ولغيره دونوں کو شامل ہوتا باوجودیکہ وہ تصریح شارح کے خلاف ہے، کیونکہ اس نے اس کو بفتح جیم ضبط کیا ہے اور اس کے معنی عین نجاست بتلائے ہیں تو برتقدیر اس کے ماخرج من السبيلين کے متعلق ہونے کے ریح دبر کا غیر ناقض ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ گو وہ بنفسہ نجس نہیں ہے مگر لغیرہ نجس ہے وحينئذ بطل قوله: ''إلايلزم أن لا يكون ريح الدبر ناقضةً'' وأيضاً بطل تعليله بقوله ''لأنها ليست بنجسة بنفسها'' لأن عدم كونه نجسةً بنفسها لا يستلزم عدم نقضه لجواز نقضه بالنجاسة المكتسبة العرضية.

اور اگر بالفرض شارح وقایہ یا صاحب البحر الرائق کا یہی مسلک ہو کہ خروج من السبیلین مطلقاً ناقض ہے تو یہ دیگر فقہا پر حجت نہیں ہے جو کہ نجاست کی شرط لگاتے ہیں فلا اعتراض بقولهما فثبت المدعى بأحسن وجه، ولله الحمد تم الجواب الثالث.

اب ناظرین علما سے اس کی تنقید کرلیں۔

(از ترجیح خامس ص ۱۳۶، در تفصیل اجمال موهم متعلق رطوبت فرج)

سوال: بسلسلۂ تتمہ رابعہ امداد الفتاویٰ پرچہ الامداد ماہ محرم ۱۳۳۵ھ میں شروع صفحہ ۳۵ پر جو جواب ۱۶ر شوال ۱۳۳۴ھ کا لکھا ہوا درج ہے وہ مطابق سوال نہیں ہے، کیونکہ سوال کیا گیا ہے سفیدی خارج من الفرج سے اور جواب میں جو دلائل قائم کئے گئے ہیں وہ ہیں رطوبت فرج کی سفیدی سے متعلق جو بسبب سیلان رحم کے فرج سے آتی ہے جیسا کہ مردوں کے جریان منی کی وجہ سے سفیدی آتی ہے اور رطوبت مذکورہ فی الجواب وہ رطوبت ہے جو مثل رطوبت شفتین کے جلد فرج پر ہر وقت موجود رہتی ہے یہ معنی رطوبت کے میں نے مولانا محمود حسن صاب مرحوم سے سنا ہے، امید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر نظر ثانی فرما کر اس کی اصلاح شائع فرمادیں آئندہ جو رائے عالی ہو؟

الجواب

واقعی میں طب نہ جاننے کے سبب اس رطوبت کو سائل من الرحم نہیں سمجھا جو کہ نجس بھی ہے اور ناقض وضو بھی، میں

مطلق سمجھ گیا پھر اس مطلق میں غیر سائل من الرحم سمجھ گیا جو کہ امام صاحب کے نزدیک طاہر ہے اور غیر ناقض وضو اور یہ بھی غلطی ہے مطلق سمجھنے کی صورت میں اس تفصیل کی ضرورت تھی جو کہ تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ کے صفحہ ۳ پر ایک ایسے ہی سوال کے جواب مرقوم ۱۲؍رمضان ۱۳۲۷ھ میں مذکور ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں تین موقع ہیں اور ہر موقع کی رطوبت کا جدا حکم ہے، فرج خارج کی رطوبت طاہر ہے اور فرج داخل کے باطن یعنی رحم کی رطوبت نجس ہے اور خود فرج داخل کی رطوبت مختلف فیہ ہے امام صاحب کے نزدیک طاہر، صاحبین کے نزدیک نجس اور اس مقام پر روایات بھی مذکور ہیں۔ پس ناظرین کو چاہئے کہ اس مجمل کو اس تفصیل پر محمول کرلیں گو وہ مفصل تاریخ میں مقدم ہے، مگر اس کو ناسخ نہ سمجھیں۔ ۴؍ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۱۲/۱ تا ۱۲۱)

رحم عورت کی رطوبت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ عورتوں کے رحم سے جو رطوبت رستی ہے وہ ناقض ہے یا نہیں؟

الجواب

فی الدر المختار: أی برطوبة الفرج، فیکون مفرعاً علٰی قولهما بنجاستها، أما عنده فهی طاهرة کسائر رطوبات البدن(جوهرة) فی ردالمحتار:(قوله برطوبة الفرج) أی الداخل بدلیل قوله أولج، وأما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاًآه ح.وفی منهاج الإمام النوویؒ: رطوبة الفرج لیست بنجسة فی الأصح،قال ابن حجرؒ فی شرحه: وهی ماء أبیض متردد بین المذی و العرق یخرج من باطن الفرج الذی لایجب غسله ، بخلاف مایخرج ممایجب غسله فإنه طاهر قطعاً، ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعاً ککل خارج من الباطن کالماء الخارج مع الولد أو قبیله آه. (جلد اول ص ۳۲۲)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہاں تین موقع ہیں:

نمبر(۱): فرج خارج جس کا دھونا غسل میں فرض ہے اسکی رطوبت پاک ہے۔

نمبر(۲): فرج داخل جس کا دھونا غسل میں فرض نہیں اس کی رطوبت میں اختلاف ہے (۱) اور احتیاط نجاست میں ہے۔

نمبر(۳): نہ فرج داخل نہ فرج خارج بلکہ فرج داخل سے بھی متجاوز اس کی رطوبت نجس ہے۔

۱۶؍ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری۔ تتمہ ثانیہ ص ۹۴۔ (امداد الفتاویٰ: ۱۱۱/۱و۱۱۲)

(۱) یعنی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ سعید احمد پالنوری

عورت کی فرج سے رطوبت نکلے اور وہاں کپڑا رکھ لیا جائے:

سوال: عورت کی پیشاب گاہ سے وقتاً فوقتاً ناپاک رطوبت نکلتی رہتی ہے بعض اوقات اتنی بھی مہلت نہیں ملتی کہ پوری نماز ادا کی جائے ایسی صورت میں کپڑا اندر رکھ لیا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

کپڑا اندر رکھنے سے اگر نجاست وہیں رک گئی، باہر نہیں نکلی تو وضو باقی ہے اور ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کرنا درست ہے، اگر اندرونی حصہ (فرج داخل) میں وضو کی حالت میں کپڑا رکھ کر بالکل غائب کر دیا، تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۱) اور کچھ اندر رہا اور کچھ باہر رہا بالکل غائب نہیں ہوا تو وضو نہیں ٹوٹے گا جبکہ رطوبت باہر کے حصہ تک نہ پہنچی ہو۔(۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۷/۸۹ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۷۲/۵)

×××

(۱) فإن غيبها أو أدخلها عند الاستنجاء بطل وضوءه وصومه (الدر المختار) قال الشامي (قوله فإن غيبها) قال في شرح المنية: وكل شئ غيبه ثم خرج ينقض وإن لم يكن عليه بلة لأنه التحق بما في البطن ولذا يفسد الصوم، بخلاف ما إذا كان طرفه خارجاً، آه. وفي شرح الشيخ إسماعيل عن الينابيع: وكل شيء غيبه في دبره ثم أخرجه أو خرج بنفسه ينقض الوضوء والصوم، وكل شيء أدخل بعضه وطرفه خارج لا ينقضهما انتهىٰ (ردالمحتار: ۱۴۹/۱، كتاب الطهارة، قبل مطلب في أبحاث الغسل، انیس)

(۲) قال ابن النجيم: وفي البدائع: ولو احتشت في الفرج الداخل ونفذت البلة إلى الجانب الآخر فإن كانت القطنة عاليةً أم محاذيةً لحرف الفرج كان حدثاً لوجود الخروج وإن كانت القطنة متسفلةً عنه لا ينقض لعدم الخروج الخ (البحر الرائق: ۶۰/۱، نواقض الوضوء، انیس)

﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾

(سورة الأنفال:١١)

اوراتارا تم پر آسمان سے پانی، پاکی حاصل کرنے کو(جوخود پاک اوردوسری چیزوں کو پاک کرنے والا ہے۔